AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

اصول حدیث کی تدریسی حکمت عملی اور تعلیمی اداروں میں اصول حدیث کی تدریس کے جدید طریقے

Teaching Strategy of Usul Hadith and Modern Teaching Methods of Teaching Usul Hadith in Educational Institutions

Mudassir Rahman
MPhil Scholar, Muslim Youth University, Islamabad

Sameena Yasmeen
MPhil Scholar Muslim youth University Islamabad

Abstract

The Principles of Hadith (Uṣūl al-Ḥadīth) constitute a vital discipline within Islamic studies, focusing on the critical evaluation of Hadith texts in terms of their authenticity, transmission, and scholarly interpretation. This research paper explores effective strategies for teaching this discipline by integrating traditional pedagogical approaches with contemporary educational methodologies. It discusses key components of Hadith instruction, including a step-by-step introduction to fundamental concepts, classification of Hadith, critical analysis of matn (text) and sanad (chain of transmission), and the methodological frameworks established by classical scholars. Furthermore, the paper examines the application of modern teaching tools—such as digital resources, multimedia presentations, research-based assignments, collaborative discussions, and online assessments—to enhance student engagement and understanding. By bridging classical content with modern pedagogical practices, this study underscores the significance of incorporating educational technology to make the teaching of Uṣūl al-Ḥadīth more accessible, interactive, and effective for contemporary learners.

Keywords: Uṣūl al-Ḥadīth, Hadith Teaching, Modern Pedagogy, Educational Technology, Islamic Studies

تمہید

اصولِ حدیث، علومِ اسلامیہ کی ایک اہم اور بنیادی شاخ ہے، جو احادیث کی صحت، درجہ بندی اور ان کے اسناد و متن کے تجزیاتی مطالعے سے متعلق ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اصولِ حدیث کی تدریس کے روایتی اسلوب کے ساتھ ساتھ جدید تدریسی طریقوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں موضوعات کے تدریجی تعارف، احادیث کی اقسام، متن اور سند کا تنقیدی تجزیہ، اور محدثین کے قائم کردہ اصولوں کو شاملِ بحث بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، جدید تدریسی ذرائع جیسے ڈیجیٹل وسائل، ملٹی میڈیا پریزنٹیشنز، تحقیقی منصوبے، گروہی مباحثے، اور آن لائن امتحانات کی افادیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے جو اصولِ حدیث کی تدریس کو مزید مؤثر، دلچسپ اور سیکھنے کے قابل بنا سکتے ہیں۔ یہ مطالعہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ عصرِ حاضر کی تعلیمی ٹیکنالوجی کا استعمال طلبہ کو اصولِ حدیث سکھانے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے، اور اس سے تدریس کے عمل کو عصری تقاضوں کے مطابق بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

تعارف

تدریس اصول حدیث ایک اہم تعلیمی عمل ہے جس کا مقصد طلبہ کو حدیث کے بنیادی قواعد، ان کے مختلف اقسام، اور ان کی درستی کی جانچ پرکھ کے اصول سکھانا ہے اصول حدیث (یا علم مصطلح الحدیث) ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے کسی بھی حدیث کی صحت، اس کی اسناد، راویوں کی حالت اور حدیث کے مختلف درجات کا تعین کیا جاتا ہے حدیث اور اصول حدیث اسلامی شریعت کا بنیادی ماخذ ہے اسلامی شریعت کی تفہیم و تکمیل اس کے بغیر ممکن نہیں مدارس اسلامیہ چوں کہ شریعت ہی کی تعلیم و تدریس کے لیے قائم کیے گئے ہیں، اس لیے کتب احادیث اور اصول و قواعد ان کے نصاب کا لازمی حصہ ہیں عہد نبوی ہی سے حدیث کی سماعت، روایت اور تفہیم کا بابرکت سلسلہ قائم ہے تاریخ کے مختلف ادوار میں حدیث کو یاد کرنے، جمع کرنے، املا کرانے، اس کی تفہیم کرانے اور دور دراز علاقوں میں اس کی اشاعت کرنے کے

مختلف طریقے استعمال میں لائے جاتے رہے ہیں ایک دور وہ تھا جس میں احادیث کی تدوین عمل میں آئی اور اس کے لیے اتنی کثرت سے اسفار کیے گئے کہ وہ علوم حدیث کا ایک مستقل باب بن گیا درس وتدریس اور سیکھنے سکھانے کا سلسلہ اس دور میں بھی جاری رہا محدثین کرام نے استفادہ کے لیے آنے والے طلبہ کو کبھی محروم نہیں کیا کیوں کہ انھیں معلوم تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے احادیث سیکھنے، سکھانے اور اس کی اشاعت کرنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔[1]

درس وتدریس حدیث کا کوئی خاص متعین طریقہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ہمیں نظر نہیں آتا اور نہ وہ پیشہ ورانہ صورت دکھائی دیتی ہے جس سے آج ہم آشنا ہیں بعد کی صدیوں میں جب مختلف علوم وفنون کا ارتقاہوا، مدارس قائم کیے گئے تو پھر وہ طریقہ ایجاد کیا گیا جو ہمارے مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں رائج ہے تدریس حدیث کے طرق واسالیب میں تنوع ہے برصغیر کے اساتذہ حدیث کا طریقہ کچھ ہے اور عالم عرب کے اساتذہ حدیث کا کچھ اور۔ اسی طرح درس نظامی کی کمیت اور کیفیت میں ہر دو اعتبار سے عالم عرب کی جامعات کے مقابلے میں خاصا فرق پایا جاتا ہے عالم عرب کی جامعات میں یونیورسٹی کا انداز پایا جاتا ہے، بی اے کی سطح پر ہی اختصاص شروع ہو جاتا ہے اور مختلف فنون کے شعبے الگ الگ ہو جاتے ہیں ہمارے مدارس میں آج تک ایسا کوئی نظم نہیں قائم کیا جاسکا بلکہ علوم شریعت کے سارے ہی مضامین آخر تک پڑھائے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حدیث پر تازہ اور نیا کام جتنا عالم عرب میں انجام پارہا ہے، اس کا عشر عشیر بھی ہمارے یہاں نہیں ہو رہا ہے لیکن ایک سوال ضرور ہمیں پریشان کرتا ہے کہ ہندوستان کے اسی طریقہ تدریس سے مستفید ہونے والے ہندوستانی محدثین نے ماضی میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں عون المعبود، تحفۃ الاحوذی، مرعاۃ المفاتیح، بذل المجهود، اوجز المسالک جیسی دسیوں کتابیں وجود میں آئیں جن سے پوراعالم اسلام آج بھی استفادہ کرتا ہے لیکن اب ایسا کیوں نہیں ہوتا، اب اس معیار کے محدثین کیوں نہیں پیدا ہوتے، نصاب تو وہی ہے بلکہ اس میں تھوڑی بہت اہم اور مفید تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں اس پہلو سے بھی اپنے مدارس میں اصلاح کرنے کی ضرورت ہے لیکن شاید اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نصاب تعلیم زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور ضرورت کے مطابق اس میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے لیکن ہم نے اسے صدی ڈیڑھ صدی پہلے کے نصاب پر بڑی حد تک آج بھی باقی رکھا ہے نصاب تعلیم مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، وہ بذات خود مقصد نہیں بلکہ اس سے ایک خاص مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔

موضوع کی اہمیت:

اصول حدیث کی تدریس کی اہمیت کئی پہلوؤں سے بہت زیادہ ہے اصول حدیث کی تعلیم سے طلبہ کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ کون سی حدیث صحیح ہے، کون سی ضعیف ہے، اور کون سی موضوع ہے اس سے وہ دین کی تعلیمات کو مستند اور صحیح بنیاد پر سمجھ سکتے ہیں اسلامی فقہ اور شریعت میں حدیث کا کردار نہایت اہم ہے اصول حدیث کو سمجھنے سے طلبہ صحیح طریقے سے شریعت اور دینی احکام کی بنیاد کو سمجھ سکتے ہیں، کیونکہ بہت سے احکام حدیث سے ہی مستنبط ہوتے ہیں اصول حدیث کی تعلیم سے طلبہ کو علم حدیث میں گہری بصیرت اور مہارت حاصل ہوتی ہے، جو انہیں دین کی مختلف شاخوں میں بھی علم حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے اصول حدیث طلبہ کو یہ سکھاتا ہے کہ کسی حدیث کی سند (راویوں کی زنجیر) اور متن (حدیث کا اصل مواد) کی تحقیق کیسے کی جاتی ہے اس سے وہ ہر حدیث کی تصدیق اور اس کے قابل عمل ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں[2] اصول حدیث کی تعلیم اسلامی تاریخ اور ثقافت کو سمجھنے اور محفوظ کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے یہ علم رسول اکرم ﷺ کی زندگی، ان کی سنت، اور صحابہ کرام کے عمل کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے اصول حدیث کی تعلیم نوجوانوں کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ دین اسلام کی حقیقی اور مستند معلومات کو اگلی نسلوں تک منتقل کر سکیں اور ان میں علم حدیث کو رائج کر سکیں اصول حدیث کی تعلیم طلبہ کو علمی استدلال اور تجزیے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔ وہ تحقیق، تجزیہ، اور جائزے کی بنیاد پر صحیح وغلط میں فرق کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں مجموعی طور پر اصول حدیث کی تدریس اسلام کی اصل روح کو سمجھنے اور پھیلانے کا اہم ذریعہ ہے، جس سے طلبہ نہ صرف اپنی علمی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ دین کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے اہل بن جاتے ہیں۔[3]

علم اصول حدیث کا مختصر تعارف

تعریف: ایسے قواعد کا علم جس کے ذریعہ سند و متن کے وہ احوال معلوم ہوں جن سے حدیث کے مقبول و مردود ہونے کا فیصلہ ہو سکے۔

موضوع: سند و متن بحیثیت ردو قبول

اس کے تحت حسب ذیل مباحث خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ نقل حدیث کی کیفیت وصورت۔ نیز یہ کہ وہ کس کا فعل و تقریر ہے۔

۲۔ نقل حدیث کے شرائط۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ نقل کی کیا کیفیت رہی۔

۳۔اقسام حدیث باعتبار سند و متن۔

۴۔احکام اقسام حدیث۔

۵۔احوال راویان حدیث۔

۶۔شرائط راویان حدیث۔

۷۔مصنفات حدیث۔

۸۔اصطلاحات فن۔

غایت ۔حدیث مقبول کا مردود سے امتیاز۔[4]

اس علم کے اصول و قواعد کا بعض حصہ تو قرآن وحدیث سے مستنبط ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے قرن خیر میں بھی اس پر عمل رہاہے۔

مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ یاایها الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا۔(القرآن الکریم)[5]

نیز اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ نضر الله عبدا سمع مقالتی فوعاہا ثم بلغها عنی ، فرب حامل فقه غیر فقیه ، فرب حامل فقه الی من ہو افقه منه۔(السنن لابن ماجہ باب من بلغ معلما ا/ ۲)[6] نقل وروایت کا کام عہد رسالت ہی میں شروع ہو چکا تھا البتہ باقاعدہ علم وفن کی حیثیت اس نے بعد میں اختیار کی جیسا کہ دوسرے علوم وفنون کے ساتھ ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین بالعموم سند سے سوال نہیں کرتے تھے جیسا کہ ابن سیرین نے فرمایا مگر جب دور فتن آیا اور جعلی اقوال حضور کی طرف منسوب کئے جانے لگے تو اب ضرورت پیش آئی کہ سند سے بھی تعرض کیا جائے اور احوال رواۃ کی چھان بین ہو لہذا اہل علم و عمل ،صاحب تقوی وطہارت اور سب سے بڑھکر اہل سنت کی روایت کو قبول کیا جانے لگا اور باقی پر جرح و تنقید شروع ہوئی یہاں تک کہ ناقلین حدیث کے اخلاق و کردار ،عادات واطوار ،اور سوانح و سیرت سے بحث کی جانے لگی ،آخر کار وہ علوم وفنون سامنے آئے جن سے رواۃ کے حالات زندگی ،علمی مقام و مرتبہ اور مذہب و مسلک کا تعین کیا جاسکے ،ان کی مدد سے حدیث کے اتصال و انقطاع ،ارسال و تدلیس وغیرہ کی اصطلاحات وضع کی گئیں پھر مزید توسیع و وضاحت کے ساتھ تحصیل و نقل کی صورتیں ،شرائط و آداب روایت کو بیان کیا جانے لگا امت مسلمہ کے محققین نے اس بارے میں خوب خوب تحقیقات کیں ،لیکن یہ تمام تفصیلات اولاً زبانی اور مجلسوں کی بحث و تکرار تک ہی محدود تھیں اور دوسری صدی کے نصف تک ان تمام اصول و قواعد کو سیکھنے سکھانے کا کام اپنی اپنی یادداشت سے لیا جاتا تھا تحریر وکتابت کے ذریعہ مدون اور ضبط کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔[7]

البتہ دوسرے علوم مثلاً حدیث وفقہ اور اصول فقہ کی کتابوں کے ضمن میں انکو بیان کیا جاتا تھا،دوسری اور تیسری صدی میں یہ ہی طریقہ رائج رہا،پھر جیسے جیسے سلطنت اسلامیہ میں توسیع ہوتی جاتی علوم اسلامیہ میں بھی وسعت کے سامان پیدا ہوتے جاتے تھے آخر کار اس علم اصول حدیث پر بھی مستقل کتابیں تصنیف کیجانے لگیں

اصول حدیث پر اہم تصانیف

سب سے پہلی کتاب اس فن میں مستقل قاضی ابو محمد حسن بن عبد الرحمن رامہرمزی متوفی ۳۶۰ھ نے بنام " المحدث الفاضل بین الراوی والواعی " تصنیف کی۔ (الحدیث والمحدثون ۴۹۰) اسکے بعد علماء اور ائمہ نے اس فن پر خوب خوب طبع آزمائی کی اور متون وشروح اور حواشی کا سلسلہ چل پڑا جو تاہنوز جاری ہے اس فن کی ایجاد کا سہرا حضرات صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس ،حضرت انس بن مالک ،اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے سر بندھتا ہے انکے بعد امام مالک ،امام ابن مبارک ،ابن عیینہ ،یحیی بن سعید قطان ،علی بن مدینی ،ابن معین ،احمد بن حنبل ،سفیان ثوری ،۔پھر امام بخاری ،امام مسلم ،امام ابوزرعہ رازی ،ابوحاتم اور امام ترمذی وامام نسائی وغیرہ ہیں۔[8]

اس فن میں لکھی جانے والی کتابوں کی مختصر فہرست یوں ہے۔

ا۔المحدث الفاصل بین الراوی والواعی لابی محمد حسنالرامہرمزی۔م ۲۶۰

۲۔ معرفۃ علوم الحدیث لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشابوری، م ۴۰۵
۳۔ المستخرج علی معرفۃ علوم الحدیث لابی نعیم احمد الاصبحانی، م ۴۳۰
۴۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ لابی بکر احمد الخطیب البغدادی، م ۴۶۳
۵۔ الالماع الی معرفۃ اصول الروایۃ و تقیید السماع للقاضی عیاض، م ۵۴۴
۶۔ مالا یسع المحدث جہلہ لا حفص عمر المیانجی م ۵۸۰
۷۔ علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن الصلاح لابی عمرو عثمان الشہرزوری، م ۶۶۳
۸۔ التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر لمحی الدین یحی النووی، م ۶۷۶
۹۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی لعبد الرحمن جلال الدین السیوطی، م ۹۱۱
۱۰۔ نظم الدرر فی علم الاثر لعبد الرحیم زین الدین العراقی، م ۸۰۶
۱۱۔ فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث لمحمد بن عبد الرحمن السخاوی، م ۹۰۲
۱۲۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر لابن حجر العسقلانی، م ۸۵۲
۱۳۔ نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر لابن حجر العسقلانی، م ۸۵۲[9]

اصول حدیث کی تدریسی حکمت عملی

"اصول حدیث" کی تدریسی حکمت عملی میں بنیادی طور پر طلبہ کو حدیث کے اصول و قواعد سکھانے اور اس علم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے منظم طریقے اپنانے پر زور دیا جاتا ہے اس حکمت عملی میں درج ذیل نکات اہم ہیں:

1. مقدمہ اور پس منظر فراہم کرنا:

ابتدا میں علم حدیث کی تعریف، اس کے مقاصد، اور اس کی اہمیت کو واضح کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کو بنیادی سمجھ حاصل ہو۔

2. اسناد اور متن کی وضاحت :

حدیث کے اسناد (راویوں کی سند) اور متن (حدیث کا اصل متن) پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے، جس سے طلبہ کو حدیث کی صداقت اور درجہ بندی کے اصول سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

3. راویوں کے حالات اور اصول جرح وتعدیل :

حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لیے راویوں کی حالات اور اصول جرح وتعدیل (کسی راوی پر اعتماد یا عدم اعتماد کا بیان) پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔[10]

4. حدیث کی اقسام کی تعلیم :

طلبہ کو مختلف اقسام حدیث جیسے صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ کی پہچان کروائی جاتی ہے۔

5. عملی مشق :

طلبہ کو مختلف احادیث کا تجزیہ کرنے کی عملی مشق دی جاتی ہے تاکہ وہ خود سے حدیث کی درجہ بندی کر سکیں۔

سوال وجواب اور مباحثہ:

:طلبہ کے ساتھ سوال وجواب اور مباحثے کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ ان کے مفاہیم کو پختگی ملے اور وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

6. کتابوں اور ذرائع کی رہنمائی :

حدیث کے مصادر اور مراجع، جیسے کہ کتب صحاح ستہ اور اصول حدیث کی مشہور کتابوں کی پہچان کرائی جاتی ہے تاکہ وہ خود مطالعہ کر سکیں۔

یہ حکمت عملی طلبہ کو علم حدیث میں مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے اور انہیں عملی طور پر اس علم میں مہارت حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔[11]

تعلیمی اداروں میں اصول حدیث کے طرق و اسالیب

CC BY

1۔اہل حدیث مکتبہ فکر کے دینی اداروں میں اصول حدیث کا طریقہ تدریس

بر صغیر میں عام طور پر اہل سنت کے تین مکاتب فکر پائے جاتے ہیں، جن کو ہم دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے نام سے جانتے ہیں ہر ایک کے یہاں کتب احادیث کا نصاب، اس کا طریقہ تعلیم اور ترسیل کے اسلوب میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے اس کی وجہ وہ نظریاتی اختلاف ہے جو مختلف فقہی مکاتب فکر میں موجود ہے اہل حدیث کے علاوہ باقی دونوں مکاتب فکر حنفی فقہ کے پابند ہیں اور احادیث پڑھاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ تاویل اور توجیہ کے ذریعے فقہ حنفی کی احادیث سے ہم آہنگی واضح کی جائے

عام طور پر سلفی اور اہل حدیث مدارس میں بلوغ المرام، مشکوۃ المصابیح، موطاامام مالک اور کتب ستہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بلوغ المرام جماعت ثالثہ میں اس وقت پڑھائی جاتی ہے جب عام طلبہ کی عربی زبان اتنی اچھی نہیں ہوتی کہ خود سے احادیث کا ترجمہ کر سکیں۔ اس لیے بلوغ المرام کے اساتذہ عام طور پر مفردات کے معنی بھی بتاتے ہیں، جملوں کی وضاحت عربی گرامر کے حوالے سے کرتے ہیں اور احادیث کا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کرتے ہیں۔ چوں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی ترتیب فرمودہ یہ کتاب احکام و مسائل کی احادیث پر مشتمل ہے اس لیے اساتذہ کرام احادیث سے مستنبط مسائل کی بھی وضاحت کرتے جاتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ کتاب مکمل ہو جائے لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے۔ بہت سے ابواب رہ جاتے ہیں یا سال کے آخری ایام میں ذرا رفتار بڑھا کر کتاب مکمل کر دی جاتی ہے۔ کتاب کے آخر میں حافظ ابن حجر نے اخلاقیات سے متعلق احادیث جمع کی ہیں جو تربیت کے نقطہ نظر سے خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، اس لیے بعض مدارس اس جماعت کے طلبہ کو سب سے پہلے اخلاقیات والا باب ہی پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد فقہی ابواب پڑھائے جاتے ہیں۔ طلبہ کو عمر کے جس مرحلے میں یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے، کیا ان کے اندر فقہ کے تمام ابواب میں زیر بحث آنے والے مسائل کو سمجھنے کی استعداد ہوتی ہے۔ اگر نہیں ہوتی ہے اور یقیناً نہیں ہوتی ہے تو فقہی مسائل کی تفصیلات بیان کرنا تکلیف مالایطاق ہے، اس پر ہمیں نظر ثانی کرنی چاہیے مشکوۃ المصابیح کی جلد اول جماعت رابعہ میں پڑھائی جاتی ہے اور جلد ثانی جماعت خامسہ میں۔ ان دونوں سالوں میں بھی استاذ کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ مفردات کے معنی بتاتا اور احادیث کے جملوں کی وضاحت کرتا ہے۔ مسائل و احکام بھی بیان کرتا ہے اور ترغیب و ترہیب اور ایمان کے مختلف ابواب کی تشریح کرتا ہے۔ مشکوۃ المصابیح جیسا کہ ہم جانتے ہیں، منتخب احادیث کا مجموعہ ہے۔ امام بغوی کی مصابیح السنۃ میں صرف صحیح اور حسن احادیث تھیں اور ہر باب صرف دو فصلوں پر مشتمل تھا۔ امام تبریزی نے تیسری فصل کا اضافہ کیا جس میں بالعموم صحیحین اور سنن اربعہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی حدیثیں ذکر کی ہیں۔ یہ کتاب بھی دونوں جماعتوں کے نصاب میں ازاول تا آخر داخل ہے لیکن شاذ و نادر ہی ان کی تکمیل ہو پاتی ہے۔ بہت سے ابواب چھوٹ جاتے ہیں فضیلت سے پہلے باقی جماعتوں میں عام طور سے موطاامام مالک، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابوداؤد پڑھائی جاتی ہے۔ سنن ابن ماجہ کہیں پڑھائی جاتی ہے اور کہیں یہ سمجھ کر اسے شامل نصاب نہیں کیا گیا ہے کہ اس کی بیشتر صحیح احادیث دیگر کتابوں میں آگئی ہیں۔ اس کے زوائد میں کم ہی احادیث ہیں جن کو درجہ استناد حاصل ہے۔[12]

2۔اسلامی تحریک کے مدارس میں اصول حدیث کا طریقہ تدریس

بعض مدارس میں کتب ستہ کے منتخب ابواب پڑھانے کی روایت پائی جاتی ہے جامعۃ الفلاح بلریاگنج اور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں شاید یہی طریقہ اپنایا جاتا ہے ان مدارس کے اساتذہ اور نصاب کی ترتیب دینے والے ماہرین کا خیال ہے کہ اس طرح ہم کتب احادیث کے تمام ابواب کی تدریس میں کامیاب ہو جائیں گے اور طلبہ کے سامنے احادیث کے مختلف ابواب آجائیں گے بہ ظاہر یہ بات بہت معقول نظر آتی ہے اور اس طریقہ سے حدیث کے مختلف ابواب کی سیر ہو جاتی ہے لیکن اس طریقہ تدریس کے نتائج حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ طلبہ کے اندر حدیث میں وہ مہارت اور صلاحیت پیدا نہیں ہو پاتی جو مطلوب ہے اور طلبہ نہ صرف حدیث میں کمزور ہو جاتے ہیں بلکہ اس کی اہمیت اور تشریعی حیثیت بھی ان کے سامنے واضح نہیں ہوتی۔ مزید براں حدیث کی حجیت اور اس کی استنادی حیثیت کے تعلق سے ان کے دل میں طرح طرح کی غلط فہمیاں راہ پا جاتی ہیں۔

ان دونوں اداروں کی قیادت چوں کہ تحریک اسلامی کے ہاتھوں میں رہی ہے اور تحریک کی اولین قیادت میں مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی کو نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور ان دونوں حضرات کا نظریۂ حدیث، محدثین کے نظریہ سے مختلف ہے، یہاں کے طلبہ چوں کہ ان دونوں حضرات کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہیں

،اس لیے ان کے نظریہ حدیث میں نہ صلابت پائی جاتی ہے اور نہ وسعت جو فہم حدیث کے لیے ضروری ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن وحدیث کے باہمی تعلق اور ان کے اٹوٹ رشتے کے حوالے سے طرح طرح کے شکوک وشبہات ان کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں۔[13]

3۔ دیوبند مکتبہ فکر اور بریلوی مکتبہ فکر کے دینی مدارس میں رائج تدریس اصول حدیث کا طریقہ

ان مدارس میں اصول حدیث کی تدریس کے مختلف طرق پائے جاتے ہیں ان کے ہاں آٹھ سالہ درس نظامی کی ترتیب چل رہی ہے چھٹے درجے سے اصول حدیث کی کتب پڑھانا شروع کر دیتے ہیں نخبتہ الفکر آسان اصول حدیث موطاامام مالک، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابو داوٴد پڑھائی جاتی ہے سنن ابن ماجہ کہیں پڑھائی جاتی ہے بعض مدارس میں تعلیم کے آخری مرحلے میں دورہ حدیث کی روایت ہے اس سے پہلے کے مراحل میں وہ فقہ کی مختلف کتابیں پڑھاتے ہیں اور جب طلبہ کی ذہن سازی مکمل ہو جاتی ہے تو تبرک کے طور پر حدیث کا دور کرا دیا جاتا ہے یہ دورہ حدیث بس قراۃ علیہ وانا اسمع کا منظر پیش کرتا ہے اصول حدیث میں مصطلحات حدیث کی کوئی مختصر کتاب پہلے پڑھائی جاتی ہے اس کے بعد ابن حجر کی نزہۃ النظر کو نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے اس کے اگلے مرحلے میں کہیں الباعث الحثیث اور کہیں مقدمہ ابن الصلاح کی تدریس ہوتی ہے اصول حدیث کی کتابیں پڑھاتے ہوئے چونکہ ان اصولوں کی عملی تطبیق نہیں کرائی جاتی اس لیے طلبہ پڑھنے کے باوجود اصول حدیث میں کوئی خاص مہارت اپنے اندر پیدا نہیں کر پاتے اور کئی ایک اصطلاحات سے وہ ناواقف رہ جاتے ہیں ان کتابوں کے پڑھانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ باری باری طلبہ حدیث کی عبارت پڑھتے ہیں اور استاذ جہاں ضرورت محسوس کرتا ہے، احادیث کی تشریح کرتا ہے اور مسائل کی وضاحت کرتا ہے فضیلت کے سالوں میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو پڑھایا جاتا ہے۔[14]

ان دونوں کی تدریس کا بھی وہی حال ہے کہ کچھ مہینوں تک استاذ احادیث کی تشریح کرتا ہے، مسائل بتاتا ہے اور ترجمۃ الباب سے مطابقت سمجھاتا ہے لیکن بعد میں صرف قرأۃ علیہ وأنا أسمع کا منظر ہوتا ہے۔ بلکہ اس آپادھاپی میں صرف وہی طلبہ درس میں متوجہ رہتے ہیں جو استاذ کے سامنے ہوتے ہیں باقی یا تو سوتے رہتے ہیں یا پھر دوسری مصروفیات میں لگے رہتے ہیں۔ صحیحین کو جو مقام حاصل ہے اور کتب احادیث میں صحت واستناد کے اعتبار سے ان کا جو بلند معیار ہے، اسے دیکھتے ہوئے طلبائے مدارس کی یہ بے توجہی حد درجہ افسوس ناک ہے، اسے ہر حال میں دور ہونا چاہیے اور انتظامیہ کے ساتھ ساتھ استاذ حدیث کو بھی الرٹ رہنا چاہیے تاکہ صحیحین کو صحیح معنوں میں ان کا جائز مقام مل سکے ۔[15]

4۔ اصول حدیث کی تدریس کے حوالے سے پاکستان کے یونیوسٹیز کے طرق اسالیب

یونیورسٹیوں میں اصول حدیث کی تدریس کا انداز روایتی مدارس کی نسبت کچھ اعتبار سے زیادہ منظم اور تحقیقی ہوتا ہے اصول حدیث کے بنیادی اصول، اصطلاحات اور تاریخ پر لیکچرز دیے جاتے ہیں طلبہ کو حدیث کے اقسام، درجہ بندی اور تدوین کے اصولوں سے روشناس کرایا جاتا ہے اس میں "صحیح"، "حسن"، "ضعیف"، اور "موضوع" جیسے اصطلاحات پر تفصیل سے بحث کی جاتی ہے یونیورسٹیوں میں طلبہ کو عملی تحقیقی تربیت بھی دی جاتی ہے انہیں مختلف احادیث کی اسناد کی تحقیق، راویوں کے حالات جانچنے اور متن کے تجزیے کی عملی مشق کروائی جاتی ہے تاکہ وہ خود سے احادیث کی صحت جانچ سکیں یونیورسٹیوں میں جدید تحقیقی ذرائع، جیسے ڈیجیٹل کتب خانے، آن لائن ڈیٹابیس، اور سافٹ ویئرز کا استعمال کیا جاتا ہے اس سے طلبہ کو قدیم کتب تک آسانی سے رسائی حاصل ہوتی ہے، اور وہ حدیث کے مراجع تک فوری رسائی حاصل کر سکتے ہیں یونیورسٹیوں میں طلبہ کو اصول حدیث پر ریسرچ پیپرز لکھنے اور تحقیقی مقالے (تھیسز) تیار کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اس سے ان کی تحقیقی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ جدید مسائل کے حل میں حدیث کے اصولوں کو بروئے کار لا سکتے ہیں طلبہ کو راویوں کے حالات، جرح وتعدیل کے اصول، اور اسناد کی پرکھ پر تفصیل سے پڑھایا جاتا ہے۔ یہ حصہ انہیں اس قابل بناتا ہے کہ وہ راویوں کی ثقاہت اور احادیث کی درجہ بندی کے اصولوں کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اصول حدیث کے عملی اطلاق کو سمجھانے کے لیے طلبہ کو پریکٹیکل کیس اسٹڈیز دی جاتی ہیں جن میں انہیں مختلف احادیث کا تجزیہ کرنا ہوتا ہے اس سے وہ اصول حدیث کو عملی طور پر استعمال میں لا کر اپنی مہارت کو بڑھا سکتے ہیں طلبہ کو مختلف مکاتب فکر اور اسلامی تہذیبوں میں اصول حدیث کی تاریخ اور اس کے ارتقا کے بارے میں بھی پڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ اس علم کے مختلف مکاتب فکر سے واقف ہو سکیں یونیورسٹیوں میں اصول حدیث کی تدریس میں امتحانات اور اسائنمنٹس کا نظام بھی ہوتا ہے اسائنمنٹس میں طلبہ کو مخصوص احادیث پر تحقیق کرنے، ان کے تجزیے اور تشریح کو پیش کرنے کی ذمہ داری دی جاتی ہے یہ طریقے طلبہ کو اصول حدیث میں گہری بصیرت فراہم کرتے ہیں اور انہیں علم حدیث میں جدید تحقیقی مہارتوں سے لیس کرتے ہیں یونیورسٹیوں میں اساتذہ عموماً مختلف کتب جیسے مقدمہ ابن الصلاح، تدریب الراوی اور نخبۃ الفکر سے اخذ شدہ نصاب کو شامل کرتے ہیں اور طلبہ کو حدیث کے اصولوں کے مطابق تحقیقی بنیاد فراہم کرتے ہیں پاکستان کی یونیورسٹیز میں بھی اصول

CC BY

حدیث کو باقاعدگی سے نہیں پڑھایا جاتا چند اصول پر اکتفا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے طلباء میں وہ صلاحیت پیدا نہیں ہوتی جو ان کو مقصود ہوتی ہے البتہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں اس حوالے سے نصاب قدرے بہتر ہے اس میں باقاعدہ ایک شعبہ موجود ہے شعبے کا مقصد طلباء کو حدیث اور سنت سے متعلق گہرائی سے آگاہ کرنا ہے تدریس کا طریقہ کار موضوعات جیسے متن کی تحقیق، حدیث کی تشریح، اور ترجمہ کی مہارتوں پر مبنی ہے طلباء کو حدیث کی مستند کتابوں کا مطالعہ کرایا جاتا ہے اور ان کی توثیق اور تجزیے کے اصول سکھائے جاتے ہیں یہ شعبہ محققین کو حدیث سے متعلق مختلف موضوعات پر تحقیق کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے، اور طلباء کے لئے سیمینار، لیکچرز اور ورکشاپس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے مزید بر آں، اسلامی تحقیقاتی ادارے میں ایک مخصوص شعبہ بھی قائم ہے جو حدیث اور سیرت کے موضوعات پر تحقیقی مواد فراہم کرتا ہے اور طلباء کو تحقیقاتی پروجیکٹس میں معاونت فراہم کرتا ہے اصول حدیث کی تعلیم حصول حدیث کا ایک اہم ذریعہ ہے، وہ بذات خود مقصد نہیں بلکہ اس سے ایک خاص مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔[16]

5۔ اصول حدیث کی تدریس کے حوالے سے سعودی جامعات کا اسلوب

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ کا طریقہ تدریس اور انٹرنیٹ پر ان دونوں جامعات کا جو نصاب تعلیم دستیاب ہے، اس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتا چلتا ہے کہ وہاں کتابیں پڑھانے کی بجائے فن کی تعلیم دی جاتی ہے، چند احادیث کا مذکرہ استاذ تیار کرتا ہے اور پھر ان کی اسناد، راویوں پر جرح وتعدیل، احادیث کے مشکل الفاظ کی تشریح، احادیث میں تعارض ہے، تو اس کو دور کرنے کا طریقہ، تطبیق دینے کا طریقہ، حدیث سے مستنبط احکام ومسائل، فقہائے اسلام کے نقطہائے نظر، ان کے دلائل اور مختلف فیہ مسائل میں راجح اقوال کی تعیین وغیرہ بہت تفصیل سے کی جاتی ہے۔

اور ایک ایک حدیث کئی کئی اسباق پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس تمرین اور مشق کے نتیجے میں طلبہ، کتب احادیث، کتب شروح حدیث، کتب رجال، کتب جرح وتعدیل، کتب مصطلحات حدیث اور کتب مسالک فقہ کی سیر اور ورق گردانی کر جاتے ہیں اور ان سے اپنے نصاب سے متعلق مواد جمع کر لیتے ہیں استاذ حدیث لکچر دیتا ہے اور بلیک بورڈ کا بھی استعمال کرتا ہے۔

امتحانات بھی اسی معیار کے مطابق کرائے جاتے ہیں اور اس میں کسی طرح کی کوئی ڈھیل اور چھوٹ نہیں دی جاتی۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے تدریس حدیث کا جو طریقہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اپنایا تھا، کم وبیش آج بھی وہی طریقہ رائج ہے۔ اس میں استاذ کو طلبہ سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور تدریس کا مواد بڑے سلیقے اور محنت سے جمع کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ وہاں کے موضوعات میں سنت کی مرحلہ وار تدوین، سنت کی حجیت، منکرین حدیث اور مستشرقین کے شبہات واعتراضات کا جواب، جرح وتعدیل، تخریج حدیث، حدیث پر صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کا حکم، مصطلحات حدیث اور وضع اور وضاعون جیسے مضامین بھی شامل ہیں ان مضامین کی تدریس بھی استاذ کے اپنے تیار کردہ مذکرے سے ہوتی ہے اور اس میں مضامین کے تمام گوشے شامل ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ کلیۃ الحدیث میں پڑھنے والے طلبہ چار سالوں میں صحیح معنوں میں محدث بن کر سامنے آتے ہیں اور حدیث کے تمام موضوعات پر بڑے اعتماد کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔[17]

موجودہ طرق واسالیب کے اثرات

ایک طویل عرصے سے کتب احادیث کی تدریس کے یہی طرق واسالیب اپنائے جارہے ہیں ان طرق واسالیب کی افادیت بھی ہے اور ان کے کچھ نقصانات بھی ہیں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اہم کتب احادیث تک طلبہ کی رسائی ہو جاتی ہے اور وہ ان کتابوں کے منہج تالیف وتصنیف سے واقف ہو جاتے ہیں۔ چوں کہ یہ کتابیں امہات کتب حدیثیہ میں شمار ہوتی ہیں، اس لیے احادیث میں زیر بحث آنے والے بیشتر موضوعات اور مضامین کی ایک سیر ہو جاتی ہے اور ذہین طلبہ ان سے کسی حد تک واقف ہو جاتے ہیں۔ افادیت کے اسی پہلو کے پیش نظر ہمارے یہاں کتب احادیث کی تدریس کا یہی طریقہ اپنایا گیا جو بڑی حد تک آج بھی جاری ہے۔ اس طریقہ تدریس میں سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ حدیث کو جو اہمیت ملنی چاہیے وہ نہیں مل پا رہی ہے[18]

فقہ کا دباؤ اتنا زیادہ ہے کہ طلبہ اسی کے ہو کے رہ جاتے ہیں بلکہ حدیث کے تعلق سے ان کے ذہنوں میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور تاحیات وہ فقہ اور حدیث کے باہمی تعلق کی گتھی کو سلجھا نہیں پاتے منتخب ابواب پڑھانے میں ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ بار بار کی تکرار سے احادیث جس طرح دل ودماغ میں سرایت کر جاتی ہیں اور جو طالبان علوم نبوت کے لیے مطلوب بھی ہے، اس سے یہ طلبہ محروم رہتے ہیں اصول حدیث کی کسی حد تک خواہ وہ اصطلاحات کی حد تک ہی کیوں نہ

ہو، تعلیم وتدریس ہو جاتی ہے لیکن حدیث کے دوسرے مضامین جیسے تدوین حدیث کی مرحلہ وار تاریخ،حدیث پر اعتراضات اور شبہات کا جواب اورازالہ، جرح وتعدیل، رجال حدیث کے مختلف طبقات سے واقفیت، حدیث کی تخریج اور اس کی استنادی حیثیت کا تعین وغیرہ ہماری درسیات کا حصہ نہیں ہیں حالانکہ ان مضامین اور موضوعات کو پڑھے اور سمجھے بغیر تفہیم حدیث کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ان شبہات کو دور کیا جاسکتا ہے جو حدیث کے تعلق سے بعض متجددین اور مستشرقین نے پھیلا رکھے ہیں یہ مضامین احادیث کا تتمہ کہے جاسکتے ہیں احادیث کی عظمت، معنویت اور اس کی استنادی حیثیت ان مضامین سے اجاگر ہوتی ہے اور حدیث کے تعلق سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں، ان کا جواب بھی اسی وقت دینا ممکن ہے جب ان مضامین حدیثیہ سے طلبہ کو واقفیت ہو ہمارے یہاں کے طریقہ تدریس سے اصول حدیث میں مجتہدانہ بصیرت، تحقیق سند و متن کا ذوق، جرح وتعدیل کے اصول وضوابط سے کماحقہ واقفیت اور احادیث پر صحت وضعف کا حکم لگانے کی صلاحیت سے طلبہ بالعموم عاری ہوتے ہیں۔ حالانکہ علوم حدیث کے ان شعبوں کی خصوصی اہمیت ہے، ان کے بغیر حدیث کی تفہیم اوراس سے مسائل مستنبط کرنا دشوار ہے۔ اس کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بعض باطل پرست اور شرک اور بدعت کے پرستار اپنی بدعات اور دیگر اوہام وخرافات کو موضوع اور منکر روایات سے مدلل کرتے ہیں۔ اسی طرح امت میں فقہی گروہ بندی کی ایک بڑی وجہ ضعیف اور غیر مستند روایات ہیں۔ عالم عرب میں اب یہ رجحان عام ہو گیا ہے کہ ضعیف اور منکر روایات دلیل میں پیش نہیں کی جاتی ہیں اور حدیث کے حوالے مکمل تحقیق وتخریج کے بعد دیے جاتے ہیں لیکن برصغیر کی دینی ثقافت ابھی اس شیریں چشمے سے فیض یاب نہیں ہو پارہی ہے اور نہ اس منہج کو اپنا پارہی ہے جو علمی دنیا میں معروف ہو چکا ہے۔ موضوع اور منکر روایات سے امت کو دور رکھنے کے لیے اسی منہج کی پیروی ضروری ہے۔[19]

خلاصہ

ہمارے مدارس کے نظام میں اس کی گنجائش موجود ہے کہ سعودی جامعات کے کلیۃ الحدیث سے جو علما بی اے، ایم اے یا پی ایچ ڈی کر کے یہاں کے مدارس میں استاذ کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، وہ الگ سے طلبہ کی تربیت فرماسکتے ہیں اوران کے اندر حدیث کا ذوق پیدا کرسکتے ہیں ذہین طلبہ کی رہنمائی اگر اس انداز میں کی جائے تو اس کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور اندرون مدرسہ ایک علمی فضا قائم ہوسکتی ہے لیکن اپنے مدارس میں ہم استاذ کی بجائے ملازم کی حیثیت سے اپنا وقت پورا کرتے ہیں مدارس کی انتظامیہ سے شکایت بجا ہے، ان کی طرف سے کئی طرح کی شکایات پیدا ہوتی ہیں لیکن ایک استاذ کا مقام ان تمام باتوں سے بہت بلند ہے وہ مسند تدریس پر ایک مربی کی حیثیت سے بیٹھا ہے اور اسے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طلبہ کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی کوشش کرنی چاہیے جب تک اجتماعی عمل جاری ہے، اس طرح کی شکایات کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتی ہیں لیکن وقت گزر جائے گا اور ہم طلبہ میں وہ باتیں منتقل نہیں کر پائیں گے جو ہم نے اپنے اساتذہ سے سیکھی ہیں یا اپنے ذاتی مطالعہ سے حاصل کیا ہے علم الحدیث بھی دیگر علوم کی طرح ایک ورثہ ہے اس کی حفاظت کرنا اور پوری ذمہ داری سے آنے والی نسلوں کو منتقل کردینا یہ ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ اس پہلو سے جب بھی کوئی استاذ سوچے گا تو طلبہ کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کرپائے گا بلکہ اس کا ضمیر اندر سے اسے ملامت کرے گا اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر برابر اسے آمادہ وتیار رکھے گا قرآن حکیم کی طرح احادیث نبویہ شریعت کا بنیادی اور اور اہم ماخذ ہیں مدارس میں زیر تعلیم طلبہ اور ان کے محترم اساتذہ سے یہ توقع بجا طور پر کی جاسکتی ہے کہ وہ حدیث کی تعلیم، تدریس اور تفہیم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے جو طریقہ تدریس اور نصاب ہمارے موجودہ مدارس میں مروج ہے، اس پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے جو کتب حدیث زیر درس ہیں، ان کو استاذ ہی حرفاً حرفاً پڑھائے گا، یہ ممکن ہی نہیں ہے بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم کتب حدیث کے مختلف ابواب سے احادیث منتخب کریں، کچھ احادیث کا مطالعہ طلبہ خود کر کے آئیں اور کچھ کی تشریح استاذ کریں اس کے لیے طلبہ کے سامنے وہ کتب احادیث ہوں جن پر احادیث کے نمبرات پڑے ہوئے ہیں اور جن کو بہت واضح اور صاف انداز میں شائع کیا گیا ہے کتابوں کے ایڈیشن تبدیل کرنا انتہائی ضروری ہے بہتر ہو گا کہ جیسے ہی کوئی نیا عنوان (کتاب) شروع ہو، استاذ ان احادیث کے اصول پر نشان لگوا دے جسے اسے پڑھانا ہے اور ان کی بھی نشان دہی کردے جن کو طلبہ کو از خود پڑھنا ہے طلبہ کی ذمہ داری ہو گی کہ کلاس میں وقفہ کے دوران مشکل مقامات کی وضاحت استاذ سے طلب کرلیں اور اس طرح ان احادیث اور ان کے اصول کی تفہیم مکمل ہو جائے ورنہ صرف ایک سال کے دورانیہ میں صحیحین کی جلد اول کی تدریس اسی انداز میں ہوتی رہے گی کہ صرف عبارت خوانی ہو گی اور کوئی اصول سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔

نتائج

CC BY

اصول حدیث کی تدریس کے مختلف طریقے ہیں جو طلبہ کی سمجھ بوجھ کو بہتر بنانے اور انہیں حدیث کی بنیادوں میں مہارت فراہم کرنے میں مدد گار ثابت ہوتے ہیں اصول حدیث کی تدریس کے میں ان مؤثر طریقے نہیں اپنائے جاتے استاد اصول حدیث کے مختلف مباحث، اصطلاحات، اور قواعد سرسری بیان کرتا ہے اس طریقے میں نظری مواد پر زور ہوتا ہے اور طلبہ کو بنیادی تصورات اور تاریخ نہیں سمجھائی جاتی ہے طلبہ کو مختلف موضوعات پر گروپ میں بحث کرنے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا ہے حالانکہ یہ طریقہ ان کی تنقیدی سوچ اور تجزیاتی صلاحیت کو بہتر بناتا ہے اور انہیں حدیث کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے ایسا ماحول نہیں جس میں استاد طلبہ سے سوالات کرتا ہے اور طلبہ بھی استاد سے سوالات کر سکتے ہیں حالانکہ سوال وجواب سے ان کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے اور مباحث کو زیادہ مؤثر طریقے سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے طلباء سے عملی تجزیہ نہیں کروایا جاتا جس میں طلبہ کو مختلف احادیث دی جاتی ہیں جن پر وہ عملی تجزیہ کرتے ہیں اس عمل سے طلبہ اسناد، متن، اور حدیث کے درجہ بندی کے اصولوں کو حقیقی مثالوں کے ذریعے سمجھ سکتے ہیں طلبہ کو حدیث کی مختلف اصطلاحات اور اصولوں کو حفظ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، لیکن وہ اصول حدیث کی بنیادی معلومات کو ذہن نشین نہیں کر سکتے اور علمی استدلال میں اسے استعمال نہیں کر سکتے طلبہ کو اسناد کی تحقیق، راویوں کی جانچ اور متن کے تجزیے کی عملی تربیت نہیں دی جاتی ہے جس کی وجہ سے انہیں صحیح اور ضعیف احادیث کو پرکھنے میں مدد نہیں ملتی بلخصوص مدارس کے طلبہ کو اصول حدیث کے مختلف موضوعات پر تحریری اسائنمنٹس نہیں دی جاتی ہیں حالانکہ یہ طریقہ ان کی علمی صلاحیتوں کو نکھارتا ہے اور انہیں اصول حدیث کے بنیادی نکات کو یاد رکھنے میں مدد دیتا ہے آج کل دنیا کے اکثر اداروں میں جدید طریقوں سے ہر طرح کی تعلیم دی جاتی ہے اس جدید دور میں، ڈیجیٹل وسائل اور آن لائن لیکچرز کا استعمال بھی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے اس میں ویڈیوز، پاور پوائنٹ پریزنٹیشنز اور آن لائن تحقیقی ذرائع شامل ہوتے ہیں جو طلبہ کو مختلف انداز سے حدیث کی تعلیم فراہم کرتے ہیں ریسرچ اور تحقیقی ماحول طلبہ کو اصول حدیث پر تحقیق کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ وہ حدیث کی تدوین، اسناد اور تدوین حدیث کی تاریخ پر گہرائی سے غور وفکر کر سکیں لیکن یہ ماحول کہیں نظر نہیں آرہا ہے دینی مدارس دیگر تعلیمی ادراوں میں مروجہ اصول حدیث پر اس درجہ کے عبور کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی کہ ایک فارغ التحصیل عالم دین کسی بھی حدیث کی تخریج اور مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے شستہ انداز میں کچھ قلم بند کر سکے یا اس کا زبانی طور پر کسی علمی محفل میں سلیقہ کے ساتھ اظہار کر سکے اس لیے دینی مدارس اور تعلیمی ادراوں میں ایسا نظام قائم کرنا انتہائی ضروری ہے کہ اردو اور عربی انگلش زبانوں میں اصول حدیث کے مباحث تحریری اور تقریری طور پر مافی الضمیر کے اظہار پر فضلاء کو دسترس حاصل ہو اور لکھی ہوئی چیز پڑھ اور سمجھ کر وہ اس کے بارے میں اپنی زبان میں اظہار خیال کر سکیں دینی مدارس اور دینی ادراوں میں اس وقت مختلف علوم وفنون کی طرح اصول حدیث میں جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں وہ بہت مفید اور ضروری ہیں لیکن ان کتابوں کے لکھے جانے کے بعد کی صدیوں میں علوم وفنون میں جو نئی تحقیقات ہوئی ہیں اور ہر علم میں نئے نئے شعبوں اور ابواب کا اضافہ ہوا ہے ان سے علماء کرام کو لاتعلق رکھا گیا ہے انہی علوم وفنون میں نئی لکھی جانے والی مفید کتابوں کا انتخاب نہیں کیا گیا ہے اور نہ انہیں شامل نصاب کیا گیا ہے ہمارے ہاں درس نظامی میں عام طور پر کتاب کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے طالب علم میں استعداد تو پیدا ہوتی ہے اور اس کی مطالعہ واستنباط کی صلاحیت میں اضافہ بھی ہوتا ہے لیکن اس کی نظر متعلقہ علم وفن کے وسیع تر تناظر اور افق کی بجائے کتاب کے دائرہ میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ علم وفن کے تمام پہلوؤں سے اس کی شناسائی نہیں ہوتی اس لیے طریق تدریس میں اتنی تبدیلی ضروری ہے کہ کسی علم یا فن کی ضروری کتابوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس علم وفن کے تعارف، تاریخ، ضروری مباحث اور جدید معلومات پر محاضرات کا بھی اہتمام کیا جائے تاکہ طلبہ اپنے اساتذہ کے علوم ومطالعہ سے زیادہ بہتر انداز میں فیضیاب ہو سکیں اور علوم وفنون کی فطری پیشرفت کے ساتھ ان کا تعلق قائم رہے۔

ہمارے ہاں درس نظامی میں دیگر علوم کی طرح علوم الحدیث کو پڑھانے والے اساتذہ کی تربیت کا کوئی نظام ونصاب موجود نہیں ہے حالانکہ تمام نظام ہائے تعلیم میں اس کی ضرورت وافادیت مسلم ہے مگر درس نظامی کے مدارس میں عملاً یہ ہوتا ہے کہ اچھی استعداد اور ذوق رکھنے والا فاضل کسی نہ کسی مدرسہ میں تدریس کی جگہ حاصل کر لیتا ہے مگر اس کے بعد طلبہ کی ذہن سازی، تربیت اور ان کی فکری ترجیحات کے تعین میں وہ کسی اصول، ضابطہ و قانون اور متعین اہداف کا پابند نہیں ہوتا بلکہ یہ معاملات خالصتاً اس کے ذاتی ذوق اور رجحانات پر منحصر ہوتے ہیں جس کے اثرات لازماً طلبہ پر بھی پڑتے ہیں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی عمومی تعلیم کے ساتھ ساتھ آج کے دور میں اصول حدیث کو ایک مستقل مضمون اور باضابطہ نصاب کے طور پر ہر درجہ میں پڑھایا نہیں جارہا ہے اور اسلامی احکام و قوانین اور حدیث پر فکر جدید کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات اور شبہات و شکوک کو سامنے رکھتے ہوئے طلبہ کو ان کے اعتراضات کے جوابات دینے کا اہل بنانے کا کوئی خاص انتظام موجود نہیں ہے

cc BY

دینی مدارس کو اپنے ارد گرد رہنے والے عام شہریوں بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لیے بھی مناسب اوقات میں مختصر کورسز کا اہتمام کرنے اور جن کے ذریعے وہ ضروری عربی گرامر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ، حدیث وفقہ، اصول حدیث کا منتخب نصاب پڑھانے کا کہیں بھی انتظام موجود نہیں ہے۔

تجاویز/سفارشات

1۔ فقہ اور اصول فقہ کی طرح اصول حدیث کو بھی تمام درجات میں پڑھایا جائے۔

2۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ کا طریقہ تدریس اپنایا جائے۔

3۔ درس نظامی کے نصاب کی اس انداز میں درجہ بندی ہونی چاہیے کہ تمام طلبہ کے لیے قرآن وحدیث فقہ اور عربی گرامر اور اصول حدیث کی یکساں ضرورت کی ایک حد متعین کر کے اس کے بعد طلبہ کی جداگانہ صلاحیتوں اور ذوق کا لحاظ رکھتے ہوئے مختلف علوم وفنون میں گروپ بندی کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہر طالب علم اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق تعلیمی میدان میں آگے بڑھ سکے۔

4۔ دینی مدارس کو اپنے ارد گرد رہنے والے عام شہریوں بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لیے بھی مناسب اوقات میں مختصر کورسز کا اہتمام کرنا چاہیے جن کے ذریعے وہ ضروری عربی گرامر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور حدیث اور اصول حدیث کا منتخب نصاب پڑھ سکیں۔

5۔ دینی مدارس کے وفاقوں یا بڑے دینی مدارس کی سطح پر باصلاحیت اور ذہین فضلاء درس نظامی کے لیے تخصص فی الحدیث کے ایسے کورسز کا اہتمام ضروری ہے جن کے ذریعہ انہیں مروجہ بین الاقوامی طرق واسلوب میں مہارت حاصل ہو۔

6۔ ایسی احادیث کا انتخاب کیا جائے جو کتب ستہ میں مشترک ہیں طلبہ سے کہا جائے کہ وہ مع سند ومتن کے ان کی تخریج کر کے لائیں۔

7۔ اسماء الرجال کا فن ہمارے طلبہ کے لیے بالکل اجنبی ہے، وہ اس سے بالکل واقف نہیں ہیں مثال کے طور پر سنن ابو داؤد کی ایک ایک حدیث کی سند کلاس کے تمام طلبہ میں تقسیم کر دی جائے اور ان سے کہا جائے کہ ہر راوی کا ترجمہ تہذیب یا تقریب سے لکھ کر لائیں جب طلبہ رجال کی ان کتابوں میں راویان حدیث کا ترجمہ تلاش کریں گے تو انھیں یہ معلوم ہو گا کہ راوی کا صحیح نام کیا ہے، اس کے اساتذہ کون ہیں، کن تلامذہ نے اس سے حدیث روایت کی ہے، وہ کس طبقے کا راوی ہے، ائمہ جرح وتعدیل نے اس کے بارے میں کیا رائے دی ہے اور کن کن لفظوں میں دی ہے۔

مصادر ومراجع

1. القرآن الکریم
2. السنن لابن ماجہ
3. فن تدریس: قمر سلیم، مطبوعہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، (ص: 55-56)
4. پروفیسر اختر راہی (1978ء)۔ "درس نظامی"۔ تذکرۂ مصنفین درس نظامی۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ۔ صفحہ: 18
5. مفتی محمد عبد اللہ قادری قصوری (2012ء)۔ التعریفات للعلوم الدراسیات [تعریفات علوم درسیہ]۔ ترجمہ بقلم مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی۔ لاہور: والضحیٰ پبلیکیشنز۔ صفحہ: 241
6. دار العلوم، شمارہ: 2، جلد: 103، جمادی الاول–جمادی الثانی 1440 مطابق فروری 2019ء
7. پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد خصوصی مضمون تعلیمی تشکیل نو اکتوبر 2023
8. تعلیمی نفسیات کے پہلو: ڈاکٹر آفاق ندیم / سید معاذ حسن، مطبوعہ ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ (ص: 31)
9. تعلیمی نفسیات: پروفیسر طلعت عزیز، مطبوعہ قومی کونسل، نئی دہلی
10. نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر لابن حجر العسقلانی، م ۸۵۲
11. آسان اصول حدیث مولانا سیف اللہ رحمانی کتب خانہ نعیمیہ یوپی دہلی
12. "تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي": ۲/۲۴، ط: دار الیسر، المدینۃ المنورۃ

OPEN ACCESS

13. " - النكت الوفية بما في شرح الألفية" للبقاعي: ١/٦٣-٦٤، ط: مكتبة الرشد، الرياض
14. -امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی: ۴۰۵ھ) نے " معرفة علوم الحديث) "ص: ۷۱

---

[1] دارالعلوم، شمارہ 11-12، جلد: 106، ربيع الثاني-جمادي الاول 1444ھ مطابق نومبر-دسمبر 2022ء

[2] ڈاکٹر عبد الصبور ابو بکرن "فہم حدیث کے بنیادی اصول" ناشر ادارہ دارالبحوث جامعہ سلفیہ بنارس

[3] نصاب اصول حدیث مع افادات رضویۃ صفحہ 20 ناشر مکتبۃ المدینہ کراچی

[4] مولانا سیف اللہ آسان اصول حدیث رحمانی کتب خانہ نعیمیہ یوپی دہلی

[5] القرآن سورہ حجرات آیت نمبر 6

[6] السنن لابن ماجہ باب من بلغ معلما ۱/۲

[7] مولانا سیف اللہ آسان اصول حدیث رحمانی کتب خانہ نعیمیہ یوپی دہلی

[8] تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي" : ۲/ ۲۴، ط: دار اليسر، المدينة المنورة

[9] نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر لابن حجر العسقلانی، م ۸۵۲

[10] محمد سعید اختر" اسلام اور طریقہ تدریس "یونیورسٹی آف پنجاب ایم فل مقالہ 2023

[11] اسلام اور طریقہ تدریس "یونیورسٹی آف پنجاب ایم فل مقالہ 2023 محمد سعید اختر" 11

[12] رفیق احمد سلفی "مدارس اسلامیہ میں حدیث کی تدریس کے طرق واسالیب" فری لانسر 13 ستمبر 2018

[13] رفیق احمد سلفی "مدارس اسلامیہ میں حدیث کی تدریس کے طرق واسالیب" فری لانسر 13 ستمبر 2018

[14] دارالعلوم، شمارہ: 2، جلد: 103، جمادی الاول-جمادی الثانی 1440 مطابق فروری 2019ء

[15] مفتی محمد عبد اللہ قادری قصوری (2012ء)۔ التعریفات للعلوم الدراسیات ترجمہ بقلم مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی۔ لاہور: والضحیٰ پبلیکیشنز۔ صفحہ: 241

[16] محمد سعید اختر "اسلام میں تدریس کی حکمت عملی "یونیورسٹی آف پنجاب ایم فل مقالہ 2023

[17] ڈاکٹر طاہر القادری ماخوذ از ماہنامہ منہاج القرآن، مارچ 2020ء

[18] پروفیسر اختر راہی (1978ء) تذکرۂ مصنفین درس نظامی۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ۔ صفحہ: 18

[19] پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد خصوصی مضمون "تعلیمی تشکیل نو" اکتوبر ۲۰۲۳

OPEN ACCESS